فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

رؤيت هلال

يعني

چنڊجي فتوىٰ

نقل از بياض مولوي محمد موسىٰ صاحب رادهن وارا

حسب فرمائش

جناب حضرت بابرکت حضرت شاه آغا صاحب
عرف حضرت عبد الله جان سرهندي
سجاده نشين درگاه شريف ٽنڊه سائينداد
ضلع حيدرآباد سنڌ

(عباسي پريس کراچي)

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

سوال هلال شهر شوال جي لاءِ تار، ريڊيو، ٽيليفون، وائرليس جي خبر قابل حجت آهي يا نه،

ٻيو تقدير ثاني جن ماڻهن ڦي ريڊيو ٽ رودو جو تريو تن ۾ ڪفارو آهي يا فقط قضا

۽ هنن جي روئيت بڻجي هنن قابل اعتبار ۽ اعتماد آهي يا نه بينوا توجروا

جواب

واضح باد ته فتاوىٰ رشيديه ۾ (ص ۲۲۹) لکيل آهي:-

"خبر تار کی معتبر نہیں اولاً یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ جس شخص نے تار دیا ہے آیا واقعی وہی شخص ہے یا اس کی طرف سے کسی نے فریب کیا ہے۔ چنانچہ اکثر تار اس طرح دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ تحریر خط میں بھی یہ بات ہے مگر خط میں طرز تحریر سے اور قرائن مضامین سے کچھ پتہ لگ جاتا ہے۔ تار میں کوئی پتہ اور قرینہ نہیں ہوتا مثلاً تار ایک شخص کے نام سے آیا اور وہ عادل بھی ہے تو معلوم نہیں ہے کہ اس نے تار بابو سے آکر کہا ہے یا کسی سے کہلا بھیجا ہے، اور وہ پیغام لانے والا عادل ہے یا فاسق ہے مطلب سمجھا ہے یا نہیں۔ ثانیاً بابو تار دینے والا معلوم نہیں ہوتا کہ عادل ہے یا فاسق ثالثاً تار لینے والا علیٰ ھذا القیاس معلوم نہیں کہ کیسا ہے۔ رابعاً اکثر تار لینے میں اشارات کی خطا ہو جاتی ہے مثلاً اکثر جملہ استفہامیہ کو جملہ خبریہ سمجھ جاتے ہیں وغیر ذلک۔ خامساً ترجمہ کرنے والا اس تار کا بیشتر خطا کرتا ہے جب اس قدر اشتباہ تار میں موجود ہیں تو دیانات میں ایسی خبر کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اگر یہ سب احتمالات مرتفع ہو جاویں تو خبر معتبر ہو جاوے گی اور یہ بظاہر محال ہے پس خبر تار کی تو لغو ہوئی الخ" فتاوىٰ همايوني جلد اول ۾ لکيل آهي.

سوال۔ احوال تار برقی در هلال عید فطر و اضحیٰ معتبر ہست یا غیر معتبر

بینوا و توجروا۔

جواب ظاہر آنست کہ معتبر نیست۔ فاضل عبدالحی لکھنوی در فتاوی خود در جلد اول میفرماید هو المصوب بسبب ضوابط فقہ مجرد اخبارت تار وغیرہ در باب صوم و افطار معتبر نہیں۔ دُر مختار میں ہے فیلزم اهل المشرق برؤية اهل المغرب اذا ثبت عندهم رؤية اولئك بطريق موجب اھ اور رد المحتار میں ہے قوله بطريق موجب كان يتحمل اثنان الشهادة او يشهد اعلى حكم القاضى او يستفيض الخبر انتهى

عبدالغفور الہمایونی

فاضل مدقق مفتی محقق مولانا محمد شفیع مدرس مدرسہ سردار العلوم دیوبند حال ساکن کراچی کشف الظنون عن حکم الخط والتلیفون نامی فرماتے ہیں۔ استفتا۔ تار، ٹیلیفون، خط، وائرلیس وغیرہ جدید آلات کے ذریعہ رویت ہلال کی خبر کا کیا حکم ہے الخ **الجواب**۔ اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے چند امور بطریق مقدمہ سمجھ لینا ضروری ہے۔ اسکے بعد سوالات کا جواب آسان ہوگا۔ اوّل شریعت مقدسہ کی رو سے شہادت اور خبر جداگانہ چیز ہے ہر ایک کے واسطے الگ شرائط و احکام ہیں دوم شہادت کے لئے وہ شرائط ہیں جو کتاب الشہادۃ میں مصرح ہیں کہ نصاب شہادت دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ہیں اور یہ سب ثقہ ہوں، فاسق نہ ہوں اور مجلس قاضی میں لفظ اشہد کے ساتھ بیان کریں كما فى عامة كتب الفقه۔ شاہد خود حاکم کے سامنے ہو پس پردہ نہ ہو كما يستفاد من كلام الفقهاء فى باب الشهادة۔ ولفظ الزيلعي فى شرح الكنز ولو سمع من وراء الحجاب لا يسعه ان يشهد لاحتمال ان يكون غيره لان النغمة تشبه النغمة

نابلسی شرح کنز ج ۲ صفحہ ۳۱۴

قلت هذه العبارة وان كان سياقها فى تحمل الشهادة الا ان اعتبارها فى اداء الشهادة ايضا ظاهر لاشتراك العلة ۔ محمد شفیع

سوم تفصیل مذکور سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جن صورتوں میں ثبوت ہلال کی شہادت کی ضرورت ہے وہاں اشیاء مذکورہ تار، ٹیلیفون، خط، گراموفون وائرلیس وغیرہ آلات جدیدہ کے ذریعہ آنیوالی خبریں ثبوت ہلال کیلئے کافی نہ ہونگی کیونکہ شہادت کی شرائط ان میں قطعًا موجود نہیں ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مسئلہ امور دینیہ میں سے ہے اور لاسلکی پیغام وائرلیس اور تار ٹیلیگراف میں کوئی ذریعہ نہیں کہ جس سے یہ متیقن ہو جائے کہ تار دینے والا مسلمان ہے یا کافر اور فاسق ہے یا عادل۔ اسلئے معلوم ہوا کہ وائرلیس اور ٹیلیگراف کی خبریں اس صورت میں بھی ثبوت کے لئے کافی نہیں جس میں صرف خبر قبول کیجا سکتی ہے اسی تفصیل کے بعد ٹیلیفون کے مسئلہ پر غور کرنا چاہئے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسکا درجہ خط سے بھی کم ہے اول تو اس کی آواز کا پہچاننا ہر شخص کے لئے آسان نہیں جیسا کہ عام اہل تجربہ سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا پھر اگر پہچان ہو بھی جاوے تو اس میں اشتباہ کے مواقع بہ نسبت خط کے زیادہ ہیں خط میں تو مقررسہ کرر نظر کرکے دوسروں کو دکھلا کر کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور ٹیلیفون کی خبر محض ایک ہوا ہے جو ایک مرتبہ ہو کر ختم ہو جاتی ہے نہ دوسروں کو سنایا جا سکتا ہے نہ خود اسپر غور و فکر کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ تاہم اگر کسی شخص کو کافی طور سے ٹیلیفون کے ذریعہ آنیوالی خبر کی شناخت پر اطمینان ہو جاوے تو وہ بھی بحکم خط ہو سکتی ہے۔

تنبیہ۔ تار اور لاسلکی پیغام کی خبر کی مطلقًا اور ٹیلیفون وغیرہ کی خبر

کی بعض معاملات میں شرعاً غیر معتبر ہونے پر بعض جدید الخیالات حضرات یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ آجکل تمام دنیا کے کاروبار انہیں چیزوں کے خبروں پر چلتے ہیں کروڑوں روپیہ کا بیوپار اسی کے ذریعہ ہوتا ہے اور سب کاموں میں ان کا اعتبار کیا جاتا ہے پھر شرع شریف کی ان کو غیر معتبر ٹھہرانے کی حکمت معلوم نہیں ہوتی اس کا اصلی جواب یہ ہے کہ آسمانی شریعت دنیوی رسوم ورواج کی تابع نہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جس چیز یا جس شخص کا اعتبار عام طور پر کیا جاتا ہو شریعت مطہرہ بھی اسے معتبر تسلیم کرے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ آجکل عام طور پر سرکاری عہدہ داروں کی بات کو اسقدر معتبر سمجھا جاتا ہے کہ معمولی حیثیت کا آدمی خواہ کتنا سچا اور ثقہ ہو اس کا قول ان لوگوں کے مقابلہ میں کوئی اثر نہیں رکھتا حالانکہ ان لوگوں کی غلط بیانی رشوت خوری وغیرہ کے واقعات سے بھی کوئی شخص ناواقف نہیں ہے مگر ظاہر ہے کہ اگر دنیا غلط راستہ پر چل جائے تو آسمانی شریعت تو اس راستہ پر نہیں پڑ سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ شہادت کے موقعہ پر نہ کسی خط کا بغیر زبانی شہادت کے اعتبار کیا جاتا ہے اور نہ کسی تار اور وائرلیس کا۔ کہیں نہیں سنا گیا کہ کوئی شاہد اپنی شہادت ان چیزوں کے ذریعہ ادا کرتا ہو اور عدالت اسکو قبول کرلے۔ اسی طرح سنگین معاملات میں کبھی محض تار یا وائرلیس کے بلکہ ٹیلیفون کی خبر پر بھی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ شریعت مطہرہ کی نظر میں صوم وافطار کے مسائل بھی چونکہ بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اس لئے ان میں ایسے چیزوں کا اعتبار نہ کرنا مستبعد اور کیونکر محل تعجب ہے۔

خلاصہ جواب تار اور وائرلیس کی خبر نہ ہلال رمضان میں معتبر ہے اور نہ ہلال عیدین وغیرہ میں اور خط اور ٹیلیفون کی خبر پر ہلال رمضان میں اس شرط کیساتھ اعتماد جائز ہے کہ لکھنے والے عادل ثقہ یا مستور الحال ہو اسے

اور ٹیلیفون میں کہنے والے کی آواز پوری طرح پہچان لی جاوے اور یہ لکھنے والے کا خط اور کہنے والے کی آواز پوری طرح پہچان لیجاوے اور یہ کہنے والا عادل ثقہ یا مستور الحال ہووے اور ٹیلیفون میں یہ بھی لحاظ رکھا جاوے کہ خبر پر اعتماد نہ ہو بلکہ دو تین جگہ سے خبر آنے پر اعتماد کیا جاوے کما علم من الفرق بین الخط والتلفون فی المقدمۃ الرابعۃ۔ یہ ہلال عید میں ان شرطوں کے باوجود بھی خط اور ٹیلیفون پر اعتماد جائز نہیں الغرض ہلال رمضان کے علاوہ کسی ہلال میں ان آلات جدیدہ کی خبروں پر اعتماد جائز نہیں ہے اور ہلال رمضان میں بھی شرائط مذکورہ کے ساتھ خط اور ٹیلیفون پر اعتماد کرنے کی گنجائش ضروری ہے مگر اس میں بھی احتیاط اولیٰ ہے فقط انتہی ملخصاً حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی المقالات المفیدۃ فی حکم اصوات الآلات الجدیدۃ میں لکھی ہے ریڈیو کی حقیقت مثل ٹیلیفون کے ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ ٹیلیفون کی آواز صرف ایک شخص سن سکتا ہے۔ اور ریڈیو کی آواز جتنے سننے والے وہاں موجود ہوں سن سکتے ہیں۔

تتمہ اولیٰ امداد الفتاوی میں چھپی ہے۔

اب سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔ اس ایک یا متعدد تار کا مضمون دیکھنا چاہئے کہ کیا ہے۔ اگر یہ ہے کہ یہاں چاند ہوا ہے یا فلاں فلاں شخص نے دیکھا ہے یا بہت آدمیوں نے دیکھا ہے اور اکثر تاروں کا ایسا ہی مضمون ہوتا ہے تب تو معتبر نہیں اگرچہ کتنی ہی تاریں ہوں۔ اور اگر یہ مضمون ہے کہ میں نے دیکھا ہے یا فلاں شخص میرے سامنے اپنا دیکھنا بیان کیا ہے یا یہاں کے فلاں حاکم شرعی یا عالم و مفتی قبول کر لیا ہے یا یہاں عید ہے تو اسکا حکم یہ ہے کہ اگر ایک تار ہے تو عمل جائز نہیں کیونکہ کلام ہلال عید میں

اور اگر دو تین ہیں اور بادل نہیں تھا تب بھی عمل جائز نہیں۔ اور اگر دو تین تار بادل کی حالت میں آئے مگر تار دینے والا معتبر نہیں یا شناسا نہیں تب بھی عمل جائز نہیں اور اگر بادل کی حالت میں دو تین معتبر لوگوں کی تار آئی یا بدون بادل آٹھ دس آگئیں اور مضمون وہ ہے جو آخر میں لکھا ہے کہ ہم نے دیکھا الخ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ اس میں کذب اور خطا نہیں ہوئی تو عمل جائز ہے اور اگر دل گواہی نہ دے تو عمل جائز نہیں اور جہاں کوئی عالم محقق ہو وہاں عوام کی دل کی گواہی معتبر نہیں۔ عالم کی دل کی گواہی اور انکی فتویٰ حجت ہے اور عوام کی خود رائی کرنا یا فتویٰ کے خلاف کرنا جائز نہیں انتہیٰ ملخصاً۔

هن عبارتن مان صاف ثابت ٿيو ته هلال عيد سعيد فطر لاءِ هن موجوده زماني جون تارون ريڊيو وغيره آلات جديده شرعي نظر سان بيڪار ۽ بي اعتبار ثابت ٿيا - نعم - جيڪڏهن ريڊيو يا تارون مختلف مڪانن کان ڇٽيون ۽ تار ڏيندڙ عادل ۽ واقف آدمي آهن ۽ تارن هن مضمون سان شايع ڪن ته مون چنڊ ڏٺو آهي - يا منصفي ريڊيو فلاڻي پاڙي چنڊ ڏسڻ جو بيان ڪيو يا فلاڻي حاڪم شرعي يا عالم محقق يا مفتي مدقق قبول ڪيو ۽ اُهي تارون عالم محقق يا مفتي معتبر ٻڌي دل ۾ سمجهي سوچي غور ڪيو ته هيتريون تارون خطائي نه آهن ۽ ان عالم محقق فتوىٰ ڏني ته هلال عيد ثابت ٿيو، سو اهي سڀئي شرط هن وقت ۾ مفقود ۽ معدوم آهن ڪالڪبريت الاحمر بعد تار ۽ ريڊيو وغيره ڪا ٿي ڪهڙو اعتبار ٿيو، هذا ما ظهر لي في الجواب. والله تعالى اعلم بالحق والصواب،

(حرره احقر الورىٰ محمد موسیٰ عفى عنه ماصد چند)

(١٣ وما مضىٰ شهر شوال سنة ١٣٧١ھ)

جواب سوال ٢

تتمه اولیٰ فتاوٰی امداديه جي جلد اول ۾ تو آئي.

سوال مقام کراچي سے ایک تار جسکا مضمون یہ تھا کہ عید کا چاند دیکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس پر چند لوگوں نے افطار کیا اور جمیع مسلمانان نے افطار نہ کیا جن لوگوں نے افطار کیا ان پر کفارہ ہوگیا یا نہیں۔

جواب محض اس مضمون کا تار شرعاً شبہ پیدا نہیں کرتا اس لئے ان لوگوں پر کفارہ لازم ہے۔ نظائرہ کثیرۃ فی الفقہ۔ البتہ اگر بعد میں دلیل شرعی سے رویت کی خبر کہیں سے ثابت ہوجاوے کفارہ نہ آئے گا کما فی الدر المختار ولم یطرء مسقط نقط الی ان قال تار دینے والوں کا بکثرت بے علم خود رائی محتاط ہونا اور علماء سے رجوع کرنا چونکہ معلوم ہے اس لئے وہ علت منتفی ہے لہٰذا احتجاج بھی منتفی ہے اگرچہ تار کو مثل خبر لسانی کے بھی قرار دے دیا جاوے مگر خود خبر لسانی میں بھی جب یہی شرط ہے تو تار میں کیوں نہ ہوگی پس اکثر جگہ ایسی تاروں کی بنا پر افطار کر ڈالنے میں غلطی ہوئی اھ ملخصاً مجموعۃ الفتاوٰی ج ص ٢٩ ۾ حضرت مولانا عبدالحي آئي تو صرف ایک دو خبر تار پر روزہ کھولنا نہیں چاہئے اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم ہوگی نہ کفارہ۔ یہاں اگر چند خبریں پہونچیں کہ جس سے ایک صورت شہادۃ کی ہوئی جائز ہے واللہ اعلم انتهیٰ ملخصاً

مخفی مباد ته جيکڏهن ريڊيو يا تار جي بنياد تي بي احتياطي سان يا بي خيالي سان روزو ڀڃي ڇڏيائين ته قضا ۽ کفارة ٻئي ادا ڪندو جيئن جو امداديه ۾ آندائين. باقي جي سمجهي سوچي غور ۽ فڪر سان اطمينان حاصل ڪري پوءِ روزو ڇڏيائين ته فقط

قضا ڪندو جيئن جو مجموعة الفتاوى ۾ لکيا ۾ جيڪڏهن بعد رويت هلال جي شرعي ثابتي ملي ته پنهي ڪان آزاد تيو. (حرره احقر الورى محمد موسى)

جواب سوال ۳

مجموعة الفتاوى جلد اول ۾ تو آني واكثر فقها فتوى بعدم اختلاف مطالع واعتبار يک بلده بجميع بلاد ميد هند ونزد محققين اين هست كه بلاد ديگر اختلاف مطالع بحسب قواعد مقرره علم هيأة دارند درآنها اختلاف مطالع معتبر خواهد شد ورويت يک بلده ببلده ديگر معتبر نخواهد شد وبلاد يكه اختلاف مطالع ندارند درآنها حكم رويت داده خواهد شد الى ان قال ودر زيلعي شرح كنز هست اكثر المشائخ على انه لا يعتبر اختلاف المطالع والاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار والدليل على اعتباره ما روى عن كريب ان ام الفضل بعثته الى معاوية رضى الله تعالى عنه قال فقدمت الشام وقضيت حاجتها واستهل شهر رمضان وانا بالشام فرئيت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فى آخر الشهر الى ابن عباس رضى الله عنه وذكر الهلال فقال متى رئيتم الهلال فقلت رئيناه فى ليلة الجمعة فقال انت رئيته فقلت نعم ورآه الناس وصاموا وصام معاوية فقال لكنا رأيناه فى ليلة السبت فلا يزال يصوم حتى تكمل ثلثين يوما او نراه فقلت اولا تكتفى برؤية معاوية وصامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى المنتقى رواه الجماعة الا البخارى وابن ماجة انتهى ملخصا ودر جواهر نفيسه شرح در منيفه مى آرد لا عبرة باختلاف المطالع وعليه

كثير من المتون المعتبرة كصاحب الكنز قال الزيلعي والاشبه ان يعتبر لان كل قوم مخاطبون بما عندهم انتهى و در مختارات النوازل گي آرد اهل بلدة صاموا التسعة و عشرين يومًا بالروية واهل بلدة اخرى صاموا ثلثين يومًا بالروية فعلى الاولين قضاء يوم اذا لم تختلف المطالع بينهما واما اذا ختلف لا يجب القضاء انتهى ملخصا ايضًا فيه ثمّ واصح المذاهب عقلاً ونقلاً همين ست كه هر دو بلده كه فيما بين آنها مسافتے باشد كه در آن اختلاف مطالع شود وتقديرش مسافت يكماهست دراين صورت حكم رويت يك بلده ببلده ديگر لازم نخواهد شد انتهى

هنن عبارتن مان صريح ثابت ٿيو ته هن مسئلي ۾ اگرچه اختلاف آهي ليڪن محقق اصح المذاهب عقلاً ونقلاً هي قول مقبول ۽ منظور فرمايو آهي ته جو ملڪ ٻئي ملڪ کان هڪ مهيني جو پنڌ يا زياده دور آهي ته هن ملڪ ٻئي ملڪ جي رويت هلال جو حڪم لازم نه ٿيندو ۽ باقي جيڪڏهن مفاصلو ٻنهين ملڪن جي درميان هڪ مهيني جي پنڌ کان قليل آهي ته هڪ ملڪ جي رويت هلال جو حڪم ٻئي ملڪ تي لازم ٿيندو ۽ تجربه هن قول کي ترجيح ٿو ڏئي جيئن جو مشاهده ۽ معائنه سان معلوم آهي ته اڪثر عربستان فيض نشان ۾ فريضه حج سنڌ ملڪ کان پيش پيش اداکيو ويندو آهي ساڳي سال فرخنده فال منٽري ملڪ عربستان جنت مکان فيض رسان جي ريڊيو ساري سنڌ ۽ خوب خراسان ۾ اٺين تاريخ ماه ذي الحجه سومر جي ڏينهن پڙهين ۾ اطلاع ۽ اعلان طوطي بيان ڪيو ته اڄ ڏينهن تاريخ عيد مبارڪ اضحى آهي ليڪن ريڊيو جي ماريندن ڪنهي پير جي پيڙي پوري نه ڪئي ۽

عيد سعيد اربع جي ڏينهن ملهائي باقي عيد الفطر برگزيده برڪت لاءِ نه ڪٿ ڪي ٻي ڪٿ ابيا آهن ڪٿ ڪو ٿيو نه روزو رد ٿيو نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ. افسوس صد افسوس اسان جي حال بد حال تي جو هن جي جهڙي نعمت برباد شيطان دلشاد. اللّٰهم اهد قومي فانهم لا يعلمون

(حرره احقر الوري محمد موسيٰ ساڪن راڌڻ نزديڪ تلتي)

الجواب صحيح والمجيب نجيح	الجواب صحيح	الجواب صحيح
فقير عبد الرحمٰن ازبري	الفقير محمد الاكتراني	العبد محمد سعيد عفا الله عنه الزبري
قد اصاب فيما اجاب	الجواب صحيح	الجواب صحيح
ادنى عباد الله المنان	الاحقر عبد القيوم نوشهراني	فقير غلام حسين ديهاتي
محمد عثمان موراني	الجواب صحيح	الجواب صحيح
ما حرره المحرر فهو حق	احقر العباد محمد بخش لاڙائي	الفقير احمد الستڙائي
والحق احق ان يتبع	ما قال المحرر في تحريره فهو حق	
المؤيد عبد الله البلوچاني	محمد داؤد	

تاريخ بدلجڻ جي ذريعه چنڊ ثابت ڪرڻ غير صحيح آهي اختلاف مطالع جي اعتبار آهي (غلام نبي سرهندي ٽنڊو سائنداد)

صح الجواب وهو اعلم بالحق والصواب

الجواب صحيح حافظ محمد بلوچ ناظم و مدرس مدرسه امينائي

المصحح الفقير محمد قاسم عفي عنه المأثم والمغرم (مشوري صاحب)

قد اصاب فيما اجاب والله تعالى اعلم بالصواب

العبد عبد الغفور الهاغاني

تائيد مزيد

ڄاڻ ڪرڻ جي ته خبرن ۾ فرق آهي. هڪ مخبري رواجي ڳالهيون مثلاً فلاڻو آيو، فلاڻو ويو، موسم بيمار آهي، احمد مري ويو تنهن ۾ ٻيلي تار اخبار ريڊيو جي اطلاع تي عمل ۽ اعتبار ڪجي. ٻيا آهن شرعي احڪام جنهن جي ثبوت لاءِ پڪي ثابتي ۽ اکين ڏٺي شاهدي گهرجي نه تار يا ريڊيو جي خبر. جيئن ته قرآن شريف ۾ روزه رکڻ لاءِ حڪم شهادت جي لفظ سان ڏنو آهي ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ۽ حديث شريف ۾ آهي ته چنڊ ڏسڻ تي روزا رکو ۽ چنڊ ڏسڻ تي عيد ڪريو. صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته. ۽ شاهدي ۾ شرط آهي ته شاهد اکين ڏٺي ڳالهه ٻڌائي جيڪا هن ٻڌل ڳالهه ٻڌائيندو ته اها شاهدي معتبر نه آهي. ٻيو ته خود شاهد جو قاضي يا مجسٽريٽ جي روبرو حاضر ٿيڻ ضروري آهي. جيڪڏهن شاهد غائب هوندو ۽ شاهدي ڏيڻ وقت قاضي اڳيان نه ڏسندو هوندو اگرچه هڪ ديوار جو وچ پردو هجي. ته اها شاهدي معتبر نه آهي. هي ته سون ڪوهن تان غائبانه آواز ٻڌڻ ۾ اچي ٿو جنهن جي شخصيت ڏسڻ ۾ نٿي اچي، اها خبر آهي ته ڳالهائيندڙ نمازي نيڪ بخت عادل ماڻهو آهي يا فاسق ۽ فاجر، تنهنڪري اهڙن خبرن تي فتوىٰ نه ڏبي. هن وقت جڏهن ته تار يا فون ۽ ريڊيو تي ته دنيا ۾ ڪنهن به حڪومت اجان شاهدي وانگر قبول نٿي ڪري. پوءِ قانون شريعت تي ڪهڙو اعتراض آهي؟ هن ڪانئون ڪو ايجاد ۽ اختراع ٿيو پوءِ ڏٺو ويندو.

(عبدالفقير عبدالله الفاروقي عفي عنه)